Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

علم المخاصمہ: مفہوم، تاریخی پس منظر اور قرآن کریم کا ادیان باطلہ کے ساتھ اسلوب

KNOWLEDGE OF AL- MUKHASMA: MEANING, HISTORICAL BACKGROUND AND THE STYLE OF THE QUR'AAN WITH ADIYAAN BATILAH

رابعہ کرم دین

اسکالر، پی ایچ۔ڈی علوم اسلامیہ، نمل، اسلام آباد

محمد ابرار صدیقی

اسکالر ایم فل، شعبہ علومِ اسلامیہ، نمل، اسلام آباد

Abstract

At the time of advent of Islam, people with different thoughts and schools were living together. The revealed verses of Quran and Islamic teachings brought a great change in the prevailing thoughts and schools of different religions. The present research aims at exploring like topics based on different schools of thought and religious beliefs. Under the discussion related different principle of Al-Mukhasama. The researcher elaborates the ideologies and misguided differences by the four groups consisting of Jews, Christians polytheists and hypocrites in the light of principle on Quranic methodologies where exploring the misrepresented ideologies. The researcher analysis all these thoughts in the light of different selected commentaries of the Quran and the discussion purely revolve around these ideologies in context of its critical analysis.

Keywords: Verses Of Quran, Religions, Al-Mukhasama, Ideologies, Polytheists, Hypocrites

مخاصمہ سے مراد دشمنی کرنے والے، مخالفت کرنے والے سے بحث ومباحثہ کرنا ہے۔ علم المخاصمہ میں گمراہ اقوام مشرکین، یہود، نصاری اور منافقین کے باطل عقائد کو واضح اور ان کے عقائد کو قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں رد کیا جاتا ہے۔ قرآن پاک تمام الہامی کتابوں میں سے آخری کتاب ہے جو اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی یہ واحد اسلامی کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے. امام شاہ ولی اللہ الدھلوی نے قرآن کے علوم کو پانچ اقسام میں تقسیم کیا ہے ان میں سے ایک علم المخاصمہ ہے۔ علم المخاصمہ کے مترادفات میں سے جدل، مناظرہ، مناقشہ اور حوار ہیں۔ قرآن مجید میں باطل ادیان سے جو مکالمہ اور مجادلہ کیا ہے محض مخالفت کی بنیاد پر نہیں کیا ہے بلکہ اللہ پاک اور کائنات کے متعلق روا رکھے گئے تصور وعقیدہ کو اور اس پر مرتب ہونے والے اثرات کو مد نظر رکھ کر کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ اصول و قواعد کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے ۔ان اصولوں میں اخلاص و محبت، صبر و تحمل، تواضع، عدل، حق کا امتیازی ہونا، اصولی انداز بحث، زبردستی سے گریز، عقل وبصیرت شامل ہیں۔ مخاصمے کے عمل میں مکالمے کو خاص اہمیت حاصل ہے جن میں: اللہ تعالی کے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مکالمے، انسانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ، انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی اقوام کے ساتھ مکالمہ قابل ذکر ہیں۔ دعوت ایک ایسا عمل ہے جس کے نتیجے میں قلبی حالت تبدیل ہو جاتی ہے کوئی شخص اس وقت تک اپنے عقائد، رسومات، نظریات اور خاندانی وقار کے تقاضوں کو نہیں بھلا سکتا، جب تک اسے داعی کی بے لوثی، نیک نیتی اور خیر خواہی کا یقین نہ ہو جائے۔

علم المخاصمہ کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم اور مترادفات:

لغوی طور پر مخاصمہ کا لفظ عربی زبان سے لیا گیا ہے اس کا عام مفہوم ہے:

بحث ومباحثہ، دشمنی کرنے والا، مخالفت کرنے والا، تنازع اور باہمی عداوت۔ اس کا مادہ اصلی "خصم" ہے۔

جیسا کہ لسان العرب میں ہے:

خصم: الخصومة: الجدل خاصمه خصاماومخاصمة فخصمه يخصمه خصما: غلبه بالحجة،والخصومة الاسم من التخاصم والاختصام۔ (1)

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ترجمہ:: تنازعہ، خصومت، لڑائی جھگڑا کو کہتے ہیں، اس شخص نے جھگڑا کیا، اس پر دلیل و حجت سے غلبہ پایا اور خصومت، تخاصم اور اختصام سے اسم ہے جو باب تفاعل اور افتعال سے مصدر کا صیغہ بنتا ہے۔

اس بنیاد پر علم الخاصمہ میں تشارک جانبین ہوتا ہے جو مباحثہ اور مناظرہ میں شریک ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب العین میں ہے:

اختصم القَوْم وتخاصموا وخاصَمَ فلانٌ فلاناً مُخاصَمَةً وخِصاماً [2]

ترجمہ: اختصم القوم لوگوں نے باہم جھگڑا کیا اور فلاں نے فلاں سے مخاصمہ کیا یعنی باہمی مباحثہ اور مناظرہ کیا۔

انگریزی زبان میں اس کے لیے Dialogue، عربی میں حوار اور مجادلہ و مناظرہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم:

علم الخاصمہ سے مراد قرآن کریم میں چار گمراہ فرقوں یعنی یہودیوں، عیسائیوں، مشرکین اور منافقین سے بحث و مباحثہ ہے۔[3]

جس میں تبعاً دیگر باطل فرقے اور اہل ملل و ادیان شامل ہیں جو زندگی گزارنے، کائنات اور خالق کائنات کے متعلق وہ تصور اور عقیدہ نہیں رکھتے جو قرآن مجید بیان کرتا ہے۔ بلکہ کسی نہ کسی طریقے سے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

لغوی اور اصطلاحی مفہوم میں مناسبت:

مخاصمت میں لغوی معنیٰ میں جانبین کی مشارکت پائی جاتی ہے اور اصطلاحی معنیٰ میں دینِ اسلام یا قرآن مجید کا باطل فرقوں سے ادلہ کے ذریعے مباحثہ، مجادلہ اور مناظرہ مراد ہے۔ پس یہ علم الخاصمہ و مناظرہ ادلہ کے ذریعے ان مذاہب پر کائنات، موجودات اور موجدِ کائنات کے بارے میں اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں اور انبیاء علیہم السلام کے بارے میں صحیح تصور اور معلومات کو سامنے لانا ہے۔ تاکہ حق، حق اور باطل، باطل قرار پائے اور انسانیت کو درست درست رہنمائی فراہم ہو سکے۔

علم الخاصمہ کے مترادفات:

علم الخاصمہ کے مترادفات میں سے جدل، مناظرہ، مناقشہ اور حوار ہیں۔

جدل / مجادلہ

جدل :

مجادلہ کے لغوی معنیٰ اس طرح سے بیان ہوئے ہیں:

وجادل جدالاً ومجادلة۔اذاخاصم بما يشغل عن ظهور الحق ووضوح الصواب۔[4]

ترجمہ: اس نے خوب مناظرہ کیا تاکہ حق اور ثواب سے مشغول رکھیں۔

مجادلہ کا اصطلاحی معنیٰ:

قال الآمدی:هی المدافعة لاسكات الخصم[5]

ترجمہ: اصطلاح میں "مجادلہ" مدمقابل کو خاموش کرنے کے لیے دفاع کا نام ہے۔

قرآن پاک میں مجادلہ کا لفظ ایسے مواقع پر استعمال ہوا ہے جو ناپسندیدہ اور غیر سنجیدہ ہیں مثلاً: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ﴾ [6]

ترجمہ: انہوں نے بے بنیاد باتوں کے ذریعے جھگڑا کیا تاکہ اس کے ذریعے حق (کاش) زائل کر دیں۔

یہاں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ کفار کے جھگڑے کو مجادلہ مذمومہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مجادلہ کا مفہوم:

مباحثہ و مناظرہ کے لیے قرآن پاک میں جدل کے الفاظ آتے ہیں تاہم اسے احسن طریقے سے کرنے کا حکم دیا جس میں حکمت و دانائی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

﴿وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾(7)

ترجمہ: اور اے مسلمانو کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر۔

مناظرہ:

مناظرۃ:جمع مناظراتمصدر نَاظَرَ-المناظرلغة:یقال اظرفلانا: صار نظیر اله، ونا ظرفلاناً:باحثه وباره فی المجادلة،وناظر الشئ بالشئ؛جعله نظیراله فالمناظرۃماخوذۃ من النظیر او من النظربالبصیرۃ۔(8)

ترجمہ: مناظرات اس کی جمع ہے، ناظر سے مصدر ہے۔ "المناظر" لغت میں کہا جاتا ہے: "ناظر فلانا" وہ اس جیسا ہو گیا، اور "ناظر فلانا" اس نے اس سے مباحثہ کیا اور لڑائی میں آگے بڑھ گیا، اس لیے کہ اسے اس جیسا بنا دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ مناظرہ نظیر سے ماخوذ ہے، یا نظر یعنی بصیرت سے ماخوذ ہے۔

مناظرہ: باہمی بحث، مباحثہ اور تکرار کو کہتے ہیں۔ جو لغوی طور پر ناظر بناظر باب مفاعلہ سے مصدر ہے۔(9)

مناقشہ:

مخاصمہ کے مترادفات میں سے ایک مناقشہ ہے جو ناقش یناقش سے مصدر کا صیغہ ہے۔

مناقشه:مصدر نَاقَشَ،المناقشة لغة:۔یقال:نقش الشئ نقشاً:بحث عنه واستخراجه،ویقال:نقش الشوکة بالمنقاش،ونقش الحق من فلان،وناقشه منزقشه ونقاشااستفصی فی حسابه ولایخرج المعنیٰ الاصطلاحی عن المعنیٰ اللغوی۔(10)

ترجمہ: اس نے کسی چیز کے بارے میں ٹوہ لگائی اور اسے ڈھونڈ نکالا۔ اس نے فلاں سے حق کے بارے میں گفتگو کی۔

اس بنیاد پر مناقشہ، جھگڑا، قضیہ اور نزاع کو کہتے ہیں۔(11)

حوار:

حوار بھی مخاصمہ کے مترافات میں سے ہے۔ عربی لغات میں:

اَلْحِوَار: حَدِيْثٌ يَجْرِی بَيْنَ شَخْصَيْنِ أو أَكْثَر فِي العَمَلِ الْقَصَصِی،أو بَيْنَ مُمَثَّلَيْنِ أو أَكْثَر(12)

(یعنی دو یا دو سے زیادہ اشخاص یا کرداروں کے درمیان قصہ گوئی کے ماحول میں ہونے والی بات چیت)

قرآن پاک میں لفظ الحوار آیا ہے:

﴿قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا﴾(13)

ترجمہ: اس کے ساتھی نے اس سے کہا اور وہ اس سے تبادلہ خیال کر رہا تھا تو نے اس (رب) کا انکار کیا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر ایک تولیدی قطرہ سے پھر تجھے (جسمانی طور پر) پورا مرد بنا دیا۔

قرآن مجید کے اصولِ مکالمہ:

قرآن مجید میں باطل ادیان سے جو مکالمہ اور مجادلہ کیا ہے، محض مخالفت کی بنیاد پر نہیں کیا ہے بلکہ کائنات جو موجودات اور خالق کائنات کے متعلق روا رکھے گئے تصور اور عقیدہ کو اور اس پر مرتب ہونے والے اثرات کو مد نظر رکھ کر انسانوں کی رہنمائی کے لیے خاص اصول پیشِ نظر رکھے ہیں۔ جن کا مختصر تذکرہ ان سطور میں کیا جاتا ہے۔

1۔ اخلاص و محبت:

اللہ تعالیٰ کا انبیاء کے ساتھ مکالمے یا بحث اور پیغمبروں کا اپنی قوموں کے ساتھ مکالمے سے اخلاص و محبت کے جذبات جھلکتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾(14)

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ترجمہ: اُن کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا اور جو اللہ کی رضا چاہنے کو ایسا کرے اسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

لہذا اسلام کا مقصد مکالمہ برائے خیر و بھلائی ہے خیر کا کوئی پہلو نہیں۔

2۔حق گوئی:

حق گوئی و سچائی اہم انسانی کام ہے لہذا مکالمہ کے اصولوں میں سے حق گوئی اور سچائی اہم اصول ہے جو آداب مخاصمہ کی بنیادی صفت ہے اور بندہ مومن کا شعار ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُواقَوْلًاسَدِيدًا﴾ (15)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو۔

اسلام ایک طرف سچائی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے تو دوسری طرف یہ بھی اصول دیا ہے کہ ہمیشہ سچے لوگوں کا ساتھ دیا جائے۔

3۔عدل وانصاف:

سب سے بڑا عادل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہیں لہذا مؤمنوں کے لیے یہی پیغام ہے کہ وہ عدل و انصاف کو پروان چڑھائے۔اس لحاظ سے مخاصمہ کرتے وقت عدل وانصاف کا پایا جانا اہم اصول ہے۔اسلام نے دو جھگڑتے ہوئے فریقین کے درمیان صلح کروانا بہت بڑی نیکی قرار دی ہے تاہم انصاف کو لازم و ضروری قرار دیا ہے۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِذَاحَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوابِالْعَدْلِ ۚ﴾ (16)

ترجمہ: اور جب تم فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان یہ کہ تم فیصلہ کرو عدل کے ساتھ۔

4۔تواضع اور سادہ اسلوب گفتگو:

اپنی بات کو صحیح طور پر بیان کرنے کی قوت زبان کی فصاحت وبلاغت، اچھا بیان کامیاب گفتگو کا حصہ ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے توصیف بیان کرتے ہوئے مخالفین سے یہ بات کھلوائی:

﴿وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ (17)

ترجمہ: اور میں بناوٹ والوں میں نہیں۔

5۔صبر و تحمل:

قرآنی اور پیغمبرانہ مکالمات سے صبر و تحمل کا پیغام ملتا ہے لہذا دعوت دین کے مکالمات میں جلدبازی سے گریز کیا جانا چاہیئے۔کوئی بات جو دیگر اہلِ ادیان کے ساتھ درپیش ہو، بار بار اسے دہرانے میں کوئی حرج نہیں۔اس سلسلے میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا جائے اور درگزر سے کام لیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ (18)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! نرمی اور درگزر کا طریقہ اختیار کرو۔ معروف کی تلقین کیجئے اور جاہلوں سے اعراض کرو۔

اور خود آپ ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ تفہیم کے لیے بات کو کئی بار دھراتے تاکہ مقصد حاصل ہو جائے۔

6۔تحقیقی پیغام:

جھوٹ کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ بلا تحقیق بات آگے نقل کر دی جائے جس سے اسلام نے منع کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ (19)

ترجمہ: اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذانہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

حدیث میں سنی سنائی باتوں سے روکا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع))(20)

ترجمہ: کسی انسان کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کردے۔

7۔ مشترکات پر بحث ومباحثہ کی ابتدا:

قرآنی مکالمات کا بطور خاص ایک یہ اصول یہ ہے کہ ایسی باتوں سے آغاز کرنا چاہیئے جو مشترکات سے ہو کیونکہ اس امر کا اہتمام کرنے سے بعض اوقات افہام و تفہیم کے ایسے بے شمار پہلو نکل آتے ہیں جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾(21)

ترجمہ: اے اہل کتاب! ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم اور تم میں مشترک ہے کہ "اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، نہ کسی کو اس کا شریک بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو رب بنائے اگر وہ منہ موڑیں تو ان سے کہیں: گواہ رہو کہ ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔"

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ مذاہب کے درمیان جو اقدار مشترک ہیں ان کی طرف دعوت دی جائے، اختلافی مباحث سے ابتداء پرہیز کیا جائے۔

8۔ حق کا امتیازی ہونا:

مقاصدِ مکالمہ کو مد نظر رکھتے ہوئے حق کی طرف دعوت دی جائے اور اسے اختیار بھی کیا جائے اور ناحق و باطل بات کو رد کیا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ﴾ (22)

ترجمہ: تاکہ وہ سچا کردے حق کو اور جھوٹا کردے باطل کو اور اگرچہ ناپسند کریں مجرم

قرآن پاک کا تقاضا ہے کہ باطل کو واضح طور پر رد کرتے ہوئے حق کو اختیار کیا جائے۔ اس ضمن میں کسی کی بے جا تعریف و توصیف بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

9۔ اصولی انداز بحث:

قرآنی اسلوب و اصول میں سے ایک اصول وعظ و نصیحت بھی ہے، جس میں حکمت و بصیرت کار فرما ہو۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (23)

ترجمہ: آپ ﷺ لوگوں کو اپنے پروردگار کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے بلائیں اور ان کے ساتھ پسندیدہ طریقہ سے بحث کیجئے۔

10۔ زبردستی سے گریز:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

دین اسلام میں زبردستی نہیں کرنی چاہیے۔یہ مذہبی حق ہے جو ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ (24)

ترجمہ:کچھ زبردستی نہی دین میں بے شک خوب جدا ہوگئی ہے نیک راہ گمراہی سے ۔

11۔عقل وبصیرت:

بنیادی طور پر اسلام ایک عقلی مذہب ہے اور عقل کو لا محدود بھی تصور نہیں کرتا۔بلکہ اس کو مہمیز دیتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾ (25)

ترجمہ:اور اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے ان پر گندگی ڈال دیتا ہے۔

اسلام نے ہمیشہ اپنے دلائل وبراہین میں عقل وبصیرت سے کام لینے پر انسان کو ابھارا ہے۔اور جو لوگ اس سے کام نہیں لیتے انہیں بے عقل،ہٹ دھرم اور جاہل قرار دیا ہے۔

12۔اسلام کا عملی نفاذ:

اسلام ایک ایسا دین،مذہب یا زندگی گزارنے کا طریقہ ہے جو ہمیں دو ذرائع سے حاصل ہوا ہے۔ا۔عقلی ۲۔نقلی یعنی اسلامی تعلیمات وہدایات عقلی پیمانے پر بھی پوری اترتی ہیں اور مزید پندرہ صدیوں سے ہر صدی میں تین یا چار نسلیں متواتر طور پر یہ پیغام ہمیں پہنچاتی آرہی ہیں اور ان نسلوں کا کردار غیر متعصبانہ صداقت اور حق پرستی کا حامل رہا ہے۔لہٰذا ان کا عمل بھی ہمارے لیے بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

13۔اسلام کا دوسرے مذاہب سے مکالمہ:

اسلام کی حقانیت ایک امر مسلم ہے حق کے علاوہ باقی تمام نظریات ومذاہب کے بارے میں قرآن مجید کا مدعا یہ ہے:

﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾(26)

ترجمہ:پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا باقی رہ گیا ہے۔

اسلام جو ایک فطری دین ہے اسے چھوڑ کر دوسرا کوئی نظریہ قبول کرنا کم عقلی وبے وقوفی ہی ہوگی۔جس میں خود غرضی اور منافقت کا عنصر شامل ہوتا ہے،حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

14۔دوسرے مذاہب سے مشابہت کی وعید:

دنیا میں اسلام اور صرف اسلام ایک مکمل دین ہے۔یہ وہ نظریہ حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے جو تمام انسانی مسائل کا فطری اور آسان حل پیش کرتا ہے۔پھر منبع اور مصدر وحی ربانی ہے۔لہٰذا اس نہایت روشن اور محفوظ دین کے طریقوں کو چھوڑ کر دوسرے باطل طریقے اختیار کرنا گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) (27)

ترجمہ:جو زندگی کے معاملات میں کسی اور قوم کی تہذیب کو اپنائے گا وہ اسی قوم کا فرد شمار ہوگا۔

15۔تبلیغ دین اور مکالمہ:

مکالمہ کے مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ تبلیغ دین کی نیت سے مخاصمہ کرنا مسلمانوں پر فرض ہے اور اسی فرض کی ادائیگی کا اولین حکم نبی کریم ﷺ اور ان کے ذریعہ امت کو اس طرح دیا جا رہا ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ (28)

ترجمہ:اے پیغمبر!جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو۔

چونکہ تبلیغ دین ایک فریضہ ہے اس کے لیے مکالمہ ومخاصمہ ایک وسیلہ ہے۔ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((بَلِّغُوا عَنِّي وَلَو آيَةً))(29)

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ترجمہ: میرا پیغام تمام بنی نوع انسان کو پہنچادو چاہے وہ پیغام ایک آیت قرآنی ہی کیوں نہ ہو۔

اسلام میں مکالمہ بین المذاہب ایک مقدس مذہبی فریضہ ہے جس کا مقصد تبلیغ دین صداقت اور حقانیت کو پھیلانا اور تمام مذاہب کے لوگوں کو اس کا قائل کرنا ہے۔یہ علم المخاصمہ کے وہ اصول و مقاصد ہیں جو شریعت کے مطابق ہیں۔ مذاہب کے بارے بحث و مباحثہ کرتے ہوئے ان اصول ومقاصد کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

علم المخاصمہ کا تاریخی پس منظر:

قرآن پاک تمام الہامی کتابوں میں سے آخری کتاب ہے جو اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی یہ واحد اسلامی کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے. امام شاہ ولی اللہ الدھلوی نے اسی طرح قرآن مجید میں غوطہ زنی کرکے اس کے علوم کا پانچ قسم میں تقسیم کیا ہے جسے علوم خمسہ کا نام دیا ہے جو درج ذیل ہیں:

1۔ علم الاحکام

2۔ علم المخاصمہ

3۔ علم التذکیر بالاءاللہ

4۔ علم التذکیر بایام اللہ

5۔ علم التذکیر بالموت ومابعدہ[30]

علم المخاصمہ میں گمراہ اقوام مشرکین، یہود، نصاری اور منافقین کے باطل عقائد کو واضح کیا گیا ہے اور ان کے عقائد کو قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں رد کیا گیا ہے۔علم المخاصمہ میں دو قسم کے موضوعات شامل ہیں۔

باطل عقائد کا رد:

اس سے مراد یہ ہے کہ گمراہ اقوام مشرکین، یہود، نصاری اور منافقین کے باطل عقائد کو شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کی روشنی میں رد کرنا اور انہیں اس بات کا ثبوت دینا کہ دین اسلام سچا دین ہے اور تمہارے عقائد باطلہ سے اس دین کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

شکوک والشبہات کا رد:

اس سے مراد گمراہ اقوام کے شکوک وشبہات کا ذکر کرکے ان کی مذمت کرنا اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رد کرنا شامل ہے۔[31]

انبیاء ورسول کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ:

اس سلسلے میں چند اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مکالموں کے احوال کا جائزہ لیا گیا ہے۔

1۔ **آدم علیہ السلام کے ساتھ مکالمہ:**

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ مکالمہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

﴿وَقُلْنَا يَاآدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾[32]

ترجمہ: اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔

2۔ **سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مکالمہ:**

ابراہیم علیہ السلام اولوالعزم انبیاء میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے مکالمہ کرکے ہمیں اس کے اندر سے یہ پیغام دیا ہے کہ خبردار! ظالموں کا آخرت میں کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

﴿قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾[33]

Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ترجمہ: فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

اس مکالمے کے اندر ایک اور پیغام ربانی ہمیں ملتا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں کو بھی رزق سے محروم نہیں رکھتا تاہم آخرت میں محروم و معذوب رہیں گے

3۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مکالمہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اولوالعزم انبیاء میں ہیں۔ بنی اسرائیل کی ہدایت وراہنمائی کیلئے آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر مبعوث کیا جو بغیر باپ کے پیدا کیے گئے تھے۔ آپ علیہ السلام کے بزرگی کا اندازہ اس مکالمے سے لگایا جاسکتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام پر اپنے احسانات کا تذکرہ کیا ہے:

﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يَاعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَى وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَى بِإِذْنِي وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ﴾[34]

ترجمہ: جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اُڑنے لگتی اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔

4۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مکالمہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اولوالعزم انبیاء میں شامل ہیں۔

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ○وَقَالَ مُوسَى رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ○قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ○﴾[35]

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے مکانات بناؤ اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ کرو اور نماز قائم رکھو اور مسلمانوں کو خوشخبری سناؤ۔ اور موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو آرائش اور مال دنیا کی زندگی میں دیئے اے رب ہمارے اس لئے کہ تیری راہ سے بہکاویں اے رب ہمارے ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔ فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی تو ثابت قدم رہو اور نادانوں کی راہ نہ چلو۔

5۔ سیدنا نوح علیہ السلام کے ساتھ مکالمہ:

آپ علیہ السلام ایک عرصہ دراز سے اپنی قوم میں توحید خالص کے دعوت کو پھیلاتے پھیلاتے اپنے بیٹے کو قوم کے ساتھ ہلاک ہوتے ہوئے دیکھا تو رب تعالیٰ سے یہ مکالمہ کیا:

﴿وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ○قَالَ يَانُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ○قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

الْخَاسِرِينَ Oقِيلَ يَانُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌO﴾ (36)

ترجمہ: اور نوح نے اپنے رب کو پکارا عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی تو میرا گھر والا ہے۔ اور بیشک تیرا وعدہ سچّا ہے اور تو سب سے بڑھ کر حکم والا۔ فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن۔ عرض کی اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار ہو جاؤں۔ فرمایا گیا اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہوں پر اور کچھ گروہ ہیں جنہیں ہم دنیا برتنے دیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

ان مکالمات میں سب سے اہم پہلو انسانوں کے لیے یہ نکلتا ہے کہ جب حق واضح ہو جائے تو پھر اسے ہٹ دھرمی اور ضد زیب نہیں دیتی بلکہ اسے تسلیم کر لینے میں ہی اس کی عزت ہے دوسرا پہلو اور اہم فائدہ یہ ہے کہ فریق مخالف خواہ درجہ میں بڑا ہو اگر کسی مقام پر ضرورت محسوس ہو تو استفسار کیا جا سکتا ہے جو انسانی ضمیر کی اطمینان کے لیے ضروری ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((شِفَاءُ العَيِّ السُّؤَالُ))(37)

ترجمہ: نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہی ہے۔

6۔ انسانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ بواسطہ رسل یا ملائکہ:

اللہ تعالیٰ نے جہاں رسولوں اور نبیوں کے ساتھ مکالمات کا سلسلہ جاری رکھا وہاں عام انسانوں کے ساتھ بھی مکالمہ کیا گو کہ ان مکالموں میں براہ راست گفت وشنید کی کوئی کیفیت نہیں بلکہ رسول یا فرشتے کے وسیلے سے ممکن ہوئے۔ جیسا کہ درج ذیل آیت اس امر پر شاہد ہیں:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾ (38)

ترجمہ: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہئے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

درج بالا آیت سے ہمیں مکالمہ کی ایک اور کیفیت معلوم ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق بالواسطہ رسل یا فرشتے کلام فرماتا ہے۔ یعنی مخلوق کی غلط عقائد اور اوہام کی بیخ کنی کے لیے مخلوق کو مخاطب کیا جس سے مخاصمہ کی ایک صورت سمجھ آتی ہے کہ فریقین کے مابین کوئی غلط فہمی موجود ہو تو اسے زائل کرنے کے لیے باہمی بات چیت اور گفتگو کے اسلوب کو استعمال کرنا ہی بہتر اور احسن ہے۔

7۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی اقوام کے ساتھ مکالمہ:

مخاصمہ یعنی بات چیت کے ضمن میں سب سے زیادہ اہم مرحلہ وہ نظر آتا ہے جب قرآن مجید ان مواقع کی منظر کشی کرتا ہے، جب انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی اقوام کو مخاطب کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ ان میں سیدنا ابراہیم، سیدنا شعیب، سیدنا صالح، سیدنا لوط، سیدنا موسیٰ، سیدنا نوح، سیدنا ہود علیہم السلام قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ جن کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ بغیر نام کے کیا گیا ہے۔ ذیل میں بطور مثال آیت کا ذکر کیا جا رہا ہے تا کہ اندازہ لگایا جا سکے کہ اس میں مکالمہ کی کیا کیفیات اور اسالیب تھے؟

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَOإِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَOقَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ Oقَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَOأَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَOقَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَO﴾(39)

ترجمہ: اور ان پر پڑھو خبر ابراہیم کی، جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو۔ بولے ہم بتوں کو پوجتے ہیں پھر ان کے سامنے آسن مارے رہتے ہیں۔ فرمایا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم پکارو۔ یا تمہارا کچھ بھلا بُرا کرتے ہیں۔ بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا۔

8۔ **سیدنا شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کے ساتھ دعوتِ توحید کا مکالمہ:**

﴿إِذْقَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَo إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌo فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِo وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَo أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَo وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِo وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَo وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَo قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَo وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَo فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَo قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَo﴾ (40)

ترجمہ: جب ان سے شعیب نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں۔ بیشک میں تمہارے لئے اللہ کا امانتدار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ اور میں اس پر کچھ تم سے اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ ناپ پورا کرو اور گھٹانے والوں میں نہ ہو اور سیدھی ترازو سے تولو اور لوگوں کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو اور اس سے ڈرو جس نے تم کو پیدا کیا اور اگلی مخلوق کو۔ بولے تم پر جادو ہوا ہے۔ تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور بیشک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادو اگر تم سچے ہو۔ فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو۔

قرآن کریم کا مختلف باطل ادیان و نظریات کے ساتھ مخاصمہ کا اسلوب:

قرآن کریم نے اس سلسلے میں درج ذیل اسلوب اختیار کرنے پر زور دیا ہے:

1۔ براہ راست مخاصمہ برائے دعوت توحید:

عقیدہ توحید مسلمانوں کے لیے سدا فتخار ہے اپنے تمام معاملات میں اس کو ترجیح دینا ان پر لازم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ﴾ (41)

اے کتاب والو! ایک مشترک بات یعنی ایک اللہ کی بندگی پر ہم سب متفق ہو جائیں۔

اس آیت میں براہ راست مخاصمہ توحید پر متفق ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔

2۔ ناصحانہ اور یاددہانہ اسلوب:

دین اسلام خیر خواہی کا نام ہے اور رب کائنات کا پیغام ہے جو زندگی کے تمام وسائل فراہم کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَابَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ (42)

اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی۔

3۔ اسلوب ترغیب وترہیب:

انسانوں کی خیر خواہی کا ایک قرآنی اسلوب یہ بھی ہے کہ کبھی ترغیب کے ذریعے اور کبھی ترہیب کے ذریعے دعوت فکر دی جائے جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے:۔

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ﴾ (43)

ترجمہ: کاش! انہوں نے تورات، انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم کیا ہوتا جو ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئیں تو ان کے لیے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا۔ اگرچہ ان میں چند لوگ راست رو بھی ہیں لیکن ان کی اکثریت سخت بد عمل ہے۔

4۔ اسلوب انکار ورد:

قرآن کریم نے اسلوب مخاصمہ میں رد و انکار کا اسلوب بھی اپنایا ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے:

﴿يَاأَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَOيَاأَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾(44)

ترجمہ: اے کتاب والو! اللہ کی آیات کا انکار کیوں کرتے ہو حالانکہ تم خود ان کا مشاہدہ کر چکے ہو؟ اے کتاب والو! کیوں حق کو باطل کا رنگ چڑھا کر مشتبہ بناتے ہو، کیوں جانتے بوجھتے حق کو چھپاتے ہو؟

5۔ مخاصمہ دعوت دین:

قرآن مجید نے خود اس کا اسلوب بتادیا کہ لوگوں کو کس طرح دین کی طرف بلایا جائے اور ان سے مخاصمہ کس طرح کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں حکم فرمادیا کہ:

﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾(45)

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ! لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان کے ساتھ مناظرہ کرو، جو اس کے راستے سے بھٹک گیا، تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب وقف ہے۔

قرآن مجید نے پہلے طریقے کو حکمت، دوسرے کو موعظت حسنہ اور تیسرے کو جدال سے تعبیر کیا۔ اور استدلال کے یہی وہ تین طریقے ہیں جن سے ایک شخص دوسرے کے سامنے اپنا مدعا کو ثابت کرتا ہے۔(46)

6۔ مخاصمہ میں استدلال اور موقع و مناسبت:

قرآنی نکتۂ نظر سے "حکمت" تبلیغی طریقہ کار میں اولین اہمیت کی حامل ہے۔ حکمت کا مطلب ہے کہ بیوقوفوں کی طرح اندھا دھند تبلیغ نہ کی جائے بلکہ دانائی کے ساتھ مخاطب کی ذہنیت، استعداد اور حالات کو سمجھ کر نیز موقع و محل کو دیکھ کر بات کی جائے۔(47)

موقع و مناسبت کے اہمیت کے پیش نظر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلاَثَ مَرَّاتٍ وَلاَ تُمِلَّ النَّاسَ هَذَا الْقُرْآنَ وَلاَ أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلَكِنْ أَنْصِتْ فَإِذَا أَمَرُوكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُونَهُ"(48)

ترجمہ: لوگوں کو جمعہ، جمعہ وعظ کیا کرو۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو ہفتے میں دوبار، اگر اس سے بھی زیادہ کرنا چاہو تو تین بار اور لوگوں کو اس قرآن سے بیزار نہ کروایسا ہرگز نہ ہو کہ تم لوگوں کے پاس ایسے وقت میں آؤ جب وہ اپنی کسی اور دلچسپی میں ہوں اور اس وقت ان کو وعظ شروع کردو تو اس کا نتیجہ بیزاری ہے۔ ایسے موقع پر خاموش رہو یہاں تک کہ لوگ تم سے خواہش کریں تو ان کو سناؤ تاکہ تمہارا وعظ رغبت سے سنیں۔

اس سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ مخاصمہ جب مخالف مذہب سے کیا جائے اور وہ حق کو مان لیں تو دین کے معاملے میں ان کے ساتھ بے جا سختی نہ کی جائے اور کمزور طبقے کا خصوصی خیال رکھا جائے۔ ان کے حقوق ان کو دلوائے جائیں۔

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

7۔ مخاصم کی نفسیات کو مد نظر رکھنا:

حکمت مخاصمہ کے لیے ایک اہم بات جسے متکلم کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے وہ مخاطب کی استعداد اور نفسی کیفیات ہیں۔ مثلاً عام مخاطب کی ذہنی استعداد کو ملحوظ نہ رکھتے ہوئے منطقی استدلال اور فلسفیانہ مباحث شروع کر دیئے جائیں یا کسی دانش ور سے گفتگو کرتے ہوئے بے رنگا و بے ڈھب انداز گفتگو اختیار نہ کیا جائے، بلکہ لوگوں سے ان کی ذہنی استعداد کے مطابق بات کی جائے۔ آپ ﷺ نے بطور خصوصی تیسیر کا حکم فرمایا:

((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا))(49)

ترجمہ: آسانی پیدا کرو تنگی نہیں، خوشخبری دو لوگوں میں نفرت نہ پھیلاؤ۔

تبلیغ کے جوش میں یہ بات بھی جائز نہیں کہ آدمی جس مجلس میں چاہے چلا جائے اور کوئی بات سننے کے لیے تیار بھی نہ ہو اور وہ اپنی بات سنانے کے لیے بضد ہو، اسے مخاطب کیا جائے۔ مکالمہ میں یہ بات بھی حکمت کے خلاف ہے کہ ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو لوگوں کے لیے بوجھ بن جائے اور لوگ بات سمجھنے کی بجائے اس سے بھاگنے لگیں۔

8۔ تفکر تدبر کی دعوت:

مکالمہ کا تقاضا ہے کہ مخاطب کو غور و فکر پر مجبور کیا جائے اور اسے تفکر تدبر کی راہ پر ڈالا جائے۔ عقلی دلائل اور مشاہداتی براہین کے ذریعے دعوت حق کو موثر بنایا جائے۔ مذاہب عالم کی تاریخ میں نبوتِ محمدیہ ﷺ ایک منفرد ربانی آواز ہے جس نے محض حاکمانہ قانون اور آمرانہ احکام کے بجائے عقل انسانی کو مخاطب کیا، غور و فکر کی دعوت دی اور فہم و تدبر کا مطالبہ کیا۔

﴿تَبْصِرَةً وَذِكْرَى لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ﴾(50)

ترجمہ: یہ بصیرت اور نصیحت ہے ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے۔

پورا قرآن حکیم صداقت کی عقلی دلیلوں سے بھرا ہوا ہے۔ ہر مسئلہ کی مصلحتیں اور حکمتیں صاف واضح اور ظاہر کی گئی ہیں یہ انسان کی اپنی سمجھ اور عقل دانش پر منحصر ہے کہ وہ ان سے کتنا استفادہ کرتا ہے۔

9۔ عدل و انصاف کو مد نظر رکھنا:

ایک مسلمان مومن کو جن باتوں کے لیے زبان کھولنا ضروری ہے ان میں عدل و انصاف سے گفتگو ہے۔ اسلام نے جو بڑی نیکیاں گنوائی ہیں ان میں سے ایک مصالحت ہے، تاہم اس میں انصاف کو مد نظر لازمی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى﴾(51)

ترجمہ: اور (گواہی دینی ہو یا فیصلہ کرنا ہو) جب بات کہو تو اگرچہ (فریق مقدمہ اپنا) قرابت دار ہی (کیوں نہ) ہو انصاف کا پاس کرو۔

10۔ اخلاصِ نیت کا ہونا:

دعوت ایک ایسا عمل ہے جس کے نتیجے میں قلبی حالت تبدیل ہو جاتی ہے کوئی شخص اس وقت تک اپنے عقائد، رسومات، نظریات اور خاندانی وقار کے تقاضوں کو نہیں بھلا سکتا، جب تک اسے داعی کی بے لوثی، نیک نیتی اور خیر خواہی کا یقین نہ ہو جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾(52)

ترجمہ: میرا صلہ تو اس کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا، بھلا تم سمجھتے کیوں نہیں؟

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام نے دین کو پھیلانے میں جس قدر تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کیں اس کے باوجود نہ بددعا فرماتے اور نہ کوئی بدلہ لیتے(53)

غزوہ احد میں حضور اکرم ﷺ کو لہولہان کیا جاتا ہے اور آپ ﷺ شدید ترین اذیت کے لمحات میں بدستِ دعا ہو کر یوں گویا ہوتے ہیں:

"اَللّٰھُمَّ اغفِر لِقَومِی فَاِنَّھُم لَایَعلَمُونَ"(54)

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ترجمہ:اے اللہ!میری قوم کو بخش دے یہ حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔

یہ طرزِ عمل مبلغ کی خیر خواہی پر دلالت کرتا ہے اور بدترین مخالف کو بھی بالآخر حق کی طرف ضرور کھینچتا ہے۔

نتائج:

علم الخاصمہ و مناظرہ ادلہ کے ذریعے مذاہب پر کائنات،موجودات اور موجدِ کائنات کے بارے میں اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں اور انبیاء علیہم السلام کے بارے میں صحیح تصور اور معلومات کو سامنے لانا ہے۔تا کہ حق،حق اور باطل،باطل قرار پائے اور انسانیت کو درست درست رہنمائی فراہم ہو سکے۔ انبیاء کرام کے ساتھ کفار کے جھگڑے کو مجادلہ مذمومہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔اسلام جو ایک فطری دین ہے اسے چھوڑ کر دوسرا کوئی نظریہ قبول کرنا کم عقلی و بے وقوفی ہی ہوگی۔جس میں خود غرضی اور منافقت کا عنصر شامل ہوتا ہے،حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں. دنیا میں اسلام اور صرف اسلام ایک مکمل دین ہے۔یہ وہ نظریہ حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے جو تمام انسانی مسائل کا فطری اور آسان حل پیش کرتا ہے۔پورا قرآن حکیم صداقت کی عقلی دلیلوں سے بھرا ہوا ہے۔ہر مسئلہ کی مصلحتیں اور حکمتیں صاف واضح اور ظاہر کی گئی ہیں یہ انسان کی اپنی سمجھ اور عقل دانش پر منحصر ہے کہ وہ ان سے کتنا استفادہ کرتا ہے۔اور اس پر عمل کرتا ہے جس انسان نے قرآن کریم کو سمجھا اور اس سے استفادہ کیا وہی کامیابی کی منزل پر ہو گا۔متکلم کو قرآنی دلائل سے مخاطب کو قائل کرنا چاہیے۔مخاصمہ بلاشبہ ایک سچے جذبے اور حقیقی لگن کی متقاضی ہے،لیکن جوش و جنون میں موقع اور محل کا لحاظ نہ کرنا نقصان دہ ہے۔مثلاً ایک داعی حق کو ان تمام اوقات میں دعوت حق سے اجتناب کرنا چاہیے جب مخاطب اعتراض اور نکتہ چینی کی طرف مائل ہو۔داعی کو چاہیے کہ بحث کو بڑھانے کی بجائے ختم کرتے ہوئے وہاں سے ہٹ جائے اور کسی مناسب موقع کا انتظار کرے۔

حوالہ جات

(1) لسان العرب،ابن منظور الافریقی،دار صادر،بیروت،لبنان،جلد2،ص:180

(2) کتاب العین،الخلیل بن احمد الفراھیدی،دار الکتب العلمیہ،لبنان،۱۴۲۴ھ،باب الخاء،الجزء الاول،ط،اولیٰ،ص:۴۱۴

(3) الفوز الکبیر فی اصول التفسیر،شاہ ولی اللہ محدث دہلوی،مترجم پروفیسر محمد رفیق چوہدری،مکتبہ قرآنیہ،لاہور،ص:۱۴

(4) لسان العرب،ابن منظور الافریقی،دار صادر،بیروت،ج ثانی،ص:۱۸۳

(5) شرح الولدیۃ فی آداب البحث والمناظرۃ،محمد امین بن محمد المختار الجلبینی الشنقیطی،دار علم الفوائد،۱۳۸۰ھ،ص:۷

(6) سورۃ المومن:40/5

(7) سورۃ العنکبوت:۲۹/۴۶

(8) المعجم الوسیط،مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاھرۃ،ابراہیم مصطفیٰ،دار الدعوۃ،جلد،۲،ص:۶۴۲۔لسان العرب،ابن منظور الافریقی، دار المعارف،ج،۶،ص:۷۰۹

(9) جواہر اللغات،پروفیسر بشیر احمد صدیقی،کتابستان پبلشنگ کمپنی،لاہور،ص:۱۷۰،قاموس مترادفات،وارث سرہندی،اردو سائنس بورڈ،لاہور،۲۰۰۱ء،ص:۱۰۲۱

(10) تاج العروس،محمد بن محمد بن عبد الرزاق المرتضیٰ الزبیدی،طبعۃ الکویت،ج،۷،۲۴۷:۶۔الموسوعۃ الفقھیۃ،الجزء التاسع والثلاثون،الطبعۃ الاولیٰ،۱۴۲۰ھ،وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ،الکویت،ص:۷۳

(11) علمی اردو لغت،وارث سرہندی،علمی کتاب خانہ،لاہور،ص1427

(12) المعجم الوسیط،الجزء الاول،المکتبۃ الاسلامیہ،استنبول،۱۹۸۲ء،ص۲۰۵

(13) سورۃ الکہف:37/18

(14) سورۃ النساء:۴/۱۱۴

(15) سورۃ الاحزاب:۳۳/۷۰

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

(16) سورۃ النساء58/4

(17) سورۃ ص:۳۸/۸۶

(18) سورۃ الاعراف:۱۹۹/۷

(19) سورۃ الحجرات:۴۹/۶

(20) صحیح مسلم، مقدمۃ، باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع، حدیث7

(21) سورۃ آل عمران:۳/۶۴

(22) سورۃ الانفال:8/8

(23) سورۃ النحل:۱۶/۱۲۵

(24) سورۃ البقرۃ:۲/۲۵۶

(25) سورۃ یونس:۱۰/۱۰۰

(26) سورۃ یونس:۱۰/۳۲

(27) سنن ابی داؤد، ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، دار الکتاب العربی، بیروت، کتاب اللباس، باب فی لبس الشھرۃ، حدیث نمبر، ۴۰۳۳، ۴/۷۸

(28) سورۃ المائدۃ:۵/۶۷

(29) مسند احمد، أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن أسد الشيباني، دار مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۱ھ، مُسْنَدُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، حدیث نمبر، ۱۱/۶۴۸۶

(30) دیکھئے: الفوز الکبیر، شاہ ولی اللہ، ص14

(31) الفوز الکبیر، شاہ ولی اللہ ص:17

(32) سورۃ البقرۃ:2/35-39

(33) سورۃ البقرۃ:2/124

(34) سورۃ المائدۃ:۵/۱۱۰

(35) سورۃ یونس:۸۷-۸۹/۱۰

(36) سورۃ ہود:۴۵-۴۸/۱۱

(37) سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ، باب فی المجروح یتیمم، حدیث نمبر:۳۳۶

(38) سورۃ البقرۃ:2/186

(39) سورۃ الشعراء:۶۹-۷۴/۲۶

(40) سورۃ الشعراء:۱۷۷/۱۸۸/۲۶

(41) سورۃ آل عمران:۳/۶۴

(42) سورۃ البقرۃ:۲/۴۷

(43) سورۃ المائدۃ:۵/۶۶

(44) سورۃ آل عمران:۷۱، ۷۰/۳

(45) سورۃ النحل:۱۶/۱۲۵

(46) سیرت النبی، سید سلیمان ندوی، مطبع معارف اعظم گڑھ، ۱۲۳۲ھ، 352/4

(47) تفہیم القرآن، مودودی، ابو الاعلی سید، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، ۱۹۵۴ء، ۱/۵۸۱

(48) مشکاۃ المصابیح، محمد بن عبد اللہ خطیب التبریزی، کتاب العلم، الفصل الثالث، ۱/۸۴

(49) صحیح بخاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول، ۱/۲۵

(50) سورۃ ق:۵۰/۸

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

(51) سورۃ الانعام:۱۵۲/۶

(52) سورۃ ہود:۵۱/۱۱

(53) انسان کامل، ڈاکٹر خالد علوی، الفیصل تاجران وناشران، لاہور، ص:۱۸۱

(54) تبلیغی نصاب، مولانا محمد زکریا، تاج کمپنی لمٹیڈ، کراچی، ص:۹تا۱۱